



سوال

(1100) ناقص النخلت بچے کی نماز جنازہ پڑھنے کا کیا حکم

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ اپنی مایہ ناز کتاب 'مختصر احکام الجنائز' (مترجم: شعیب بن نور، نظر ثانی سید بدیع الدین راشد رحمہ اللہ) کے ص: ۱۲۶، پر حضرت زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں کہ خیبر کے دن ایک صحابی وفات پا گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے منکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

'صَلُّوا عَلٰی صَاحِبِ جَنْحُمُ' یہ سن کر لوگوں کے چہرے اتر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'اِنَّ صَاحِبِ جَنْحُمُ غُلٌّ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ' جب اس کے سامان کی تلاشی لی گئی تو اس کے سامان سے ایک موتی نکلا جس کی قیمت دو درہم تھی۔ (موطا امام مالک، کتاب الجہاد، باب ماجاء فی القلول، ص: ۲۴۰)۔ (سنن نسائی: کتاب الجنائز، باب الصلوٰۃ علی من غسل، ج: ۱، ص: ۲۷۸)

اس حدیث سے نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اس حکم سے دو طرح کے آدمی مستثنیٰ ہیں۔ ان کی نماز جنازہ ادا کرنا فرض نہیں۔

1... نابالغ بچہ: اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کی نماز جنازہ ادا نہیں کی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب فی الصلوٰۃ علی الطفل، ج: ۲، ص: ۳۵۳)

ابراہیم بن محمد ﷺ نے کون سی خیانت کی تھی جس بناء پر جنازہ نہ پڑھایا گیا۔ حالانکہ اس حدیث کے ذیل میں حضرت وائل بن داؤد کی روایت میں ہے کہ

'لَمَّا مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَقَاعِدِ۔ الْحَدِيْثُ' (سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز باب فی الصلوٰۃ علی الطفل، ج: ۲، ص: ۳۵۳)

2... سنن ابن ماجہ میں بروایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کا جنازہ پڑھایا اور فرمایا:

'اِنَّ لَمْ يَرْضَعْنِيْ اَبِيْجَدٍ وَ لَوْ عَاشَ لَكَانَ صَدِيْقًا نَبِيًّا' (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی ابن رسول اللہ ﷺ و ذکر وفاتہ، ص: ۱۰۸)

پھر ص: ۱۲۷، پر ارقام فرماتے ہیں کہ حسب ذیل افراد کی نماز جنازہ ادا کرنا شرعاً ثابت ہے۔

بچہ اگرچہ اس کی ناتمام ولادت ہوئی ہو اس کی نماز جنازہ ادا کی جائے گی۔

(سنن ابوداؤد کتاب الجنائز، باب المشی امام الجنائز، ج: ۲، ص: ۳۵۳)۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوٰۃ علی الطفل، ص: ۱۰۸)

ناتمام وہ بچہ ہے جس کے چار ماہ مکمل ہو چکے ہوں اور اس میں روح پھونگی گئی ہو پھر وفات پائے۔ پھر اس کی وضاحت اور تائید کے لیے تخلیق انسانی کے مدارج کی حدیث (کہ انسان اپنی ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک نطفے کی شکل میں رہتا ہے، پھر اتنے ہی دن لوتھڑے کی شکل میں، پھر اتنے ہی دن لوتھی کی طرح رہتا ہے، پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔)

الحدیث



ارقام فرماتے ہیں۔ (صحیح بخاری، کتاب القدر، ج: ۲، ص: ۹۷۵) (صحیح مسلم، کتاب القدر، ج: ۲، ص: ۳۲۲)

حالاں کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

‘إِذَا سَتَلَّ الصَّبِيَّ صَلَّى عَلَيْهِ’ (سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصلوة علی الطفل، رقم: ۱۵۰۸)

اور سنن الترمذی میں روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ مذکور ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

‘الطِّفْلُ لَا يُصَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يَرْتُ وَلَا يُرْتُ حَتَّى يَسْتَبَلَّ’ (سنن الترمذی، کتاب الجنائز، باب ترک الصلوة علی الطفل حتی يستبل، رقم: ۱۰۳۲)

اور صحیح بخاری میں ہے:

‘إِذَا سَتَلَّ صَارًا صَلَّى عَلَيْهِ وَلَا يُصَلَّى عَلَيْهِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يَسْقَطَ’ (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب إذا سلم الصبي، رقم: ۱۳۵۸)

ان ہر دو مسائل میں تعارض ہے اقرب الی الصواب کون سی صورت ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

واضح ہو کہ علامہ البانی کا مقصود محض نماز جنازہ کے حکم سے استثناء ہے، نہ کہ ان کی طرف کسی خیانت کی نسبت ہے۔ حاشا وکلا نہیں۔

اور جن روایات میں یہ ہے، کہ آپ نے اپنے صاحبزادے ابراہیم کی نماز جنازہ پڑھی ہے، ان میں کلام ہے یہ مقال سے خالی نہیں۔ نبی ﷺ کا اس کا جنازہ نہ پڑھنا محض جواز بیان کرنے کے لیے تھا، ورنہ آپ سے بچے کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ثابت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

‘أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَصِيٍّ مِنْ صَبِيَّانِ الْأَنْصَارِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ...’ (صحیح مسلم، باب مَعْنَى كُلِّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْغَفْرَةِ وَحُكْمُ مَوْتِ... الخ)، (رقم: ۲۶۶۲، سنن النسائي، الصلاة على الصبيان، رقم: ۱۹۳۷)، (مسند احمد)

پھر وہ بچہ جس کی تکلیف مکمل ہو چکی ہو اور ماں کے شکم میں وفات پا جائے، اس کی نماز جنازہ مشروع ہے جیسا کہ علامہ موصوف کا کہنا ہے اور شیخ ابن باز ”فتح الباری“ کے حاشیہ پر رقم طراز ہیں:

‘الْقَوْلُ بِعَدَمِ الصَّلَاةِ عَلَى السَّقِطِ ضَعِيفٌ - وَالصَّوَابُ شَرَعِيَّةُ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ إِذَا سَقَطَ بَعْدَ نَفْخِ الرُّوحِ فِيهِ - وَكَانَ مُحْكَمًا بِاسْلَامِهِ، لِأَنَّهُ مَيِّتٌ مُسَلِّمٌ فَشَرَعَتْ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ، كَسَائِرِ مَوْتَى الْمُسْلِمِينَ، وَلَا رَوَى أَحَدٌ، وَالْبُخَارِيُّ، وَالتِّرْمِذِيُّ، وَالنَّسَائِيُّ، عَنِ الْمَنْصُورِيِّ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: وَالسَّقِطُ يُصَلَّى عَلَيْهِ، وَيُدْعَى لَوْلَادِهِ بِالْمَغْفِرَةِ، وَالرَّحْمَةِ (وَاسْنَادُهُ حَسَنٌ) (والله اعلم) (۲۰۱/۳)

اس کے مقابلہ میں جابر کی روایت ضعیف ہے۔ ملاحظہ ہو! ”نصب الراية“ (۲/۲۷۷)، ”تلخیص“ (۵/۱۳۶، ۴۷)، ”المجموع“ (۵/۲۵۵) اور علامہ کی کتاب ”نقد التاج الجامع“ (رقم:

(۲۹۳) فرمایا:

وَأَمَّا صَحِيحُ الْحَدِيثِ بِذِكْرِ الصَّلَاةِ فِيهِ "يُصَاكِرُ مَوْصُوفٌ نَعَى" إِرْوَاءُ الْعَلِيلِ (۱۰۰۳) فِي اسِ امْرِئِ تَحْتَقِيقِ كَيْ هُوَ -

اور "سنن ترمذی" کی حدیث کی وضاحت کے لیے ملاحظہ ہو! إِرْوَاءُ الْعَلِيلِ (۱۳۸/۶) اور اخیر میں بخاری کے حوالہ سے جو عبارت نقل کی ہے، یہ زہری کا قول ہے۔ مرفوع روایت نہیں۔ یہاں محقق قول وہی ہے، جو پہلے گزر چکا۔ لہذا مرویات میں کوئی تعارض نہیں۔

هَذَا مَا عِنْدِي وَاللَّهِ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ

فتاویٰ حافظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 873

محدث فتویٰ